نیت، اخلاص اور سچائی

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

نیت، اخلاص اور سچائی

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2024 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

نیت، اخلاص اور سچائی

دوسرا ایڈیشن۔ 22 مارچ 2024۔

کاپی رائٹ ©2024 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

نیت، اخلاص اور سچائی

نیت اور اخلاص - 1

نیت اور اخلاص - 2

نیت اور اخلاص - 3

نیت اور اخلاص - 4

نیت اور اخلاص - 5

نیت اور اخلاص - 6

نیت اور اخلاص - 7

نیت اور اخلاص - 8

نیت اور اخلاص - 9

نیت اور اخلاص - 10

نیت اور اخلاص - 11

نیت اور اخلاص - 12

نیت اور اخلاص - 13

نیت اور اخلاص - 14

نیت اور اخلاص - 15

سچائی - 1

سچائی - 2

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com - پر دی جا سکتی ہیں

تعارف

مندرجہ ذیل مختصر کتاب عظیم کردار کے تین پہلوؤں پر بحث کرتی ہے :نیت، خلوص اور سچائی۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے ایک مسلمان کو اعلیٰ کردار حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے:

‘‘اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔’’

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

نیت، اخلاص اور سچائی

نیت اور اخلاص - 1

صحیح مسلم نمبر 196 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اسلام کا اخلاص ہے :اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، معنی، قرآن پاک، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ اور ان پر، معاشرے کے رہنماؤں اور عام لوگوں پر درود و سلام۔

اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طرف سے دیے گئے تمام فرائض کو احکام و ممنوعات کی صورت میں ادا کرنا، صرف اس کی رضا کے لیے۔ جیسا کہ صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود ایک حدیث سے ثابت ہے کہ سب ان کی نیت سے پرکھیں گے۔ پس اگر کوئی نیک عمل کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلص نہ ہو تو اسے نہ دنیا میں اجر ملے گا اور نہ آخرت میں۔ درحقیقت جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود ایک حدیث کے مطابق جن لوگوں نے گستاخیاں کیں ان سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ وہ ان لوگوں سے اجر طلب کریں جن کے لیے انہوں نے عمل کیا جو ممکن نہیں ہوگا۔ باب 98 البیینہ، آیت 5۔

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے خالص "ہو کر۔"

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو یہ اخلاص کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ صدق دل سے توبہ کریں اور ان سب کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر کبھی بھی ایسے

فرائض کا بوجھ نہیں ڈالتا جو وہ انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی نبھا سکتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 286۔

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں دیتا۔"

اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی اور دوسروں کی خوشنودی پر اس کی رضا کو پسند کرنا چاہیے۔ ایک مسلمان کو ہمیشہ ان اعمال کو ترجیح دینی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ دوسروں سے محبت کرے اور اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے ناپسند کرے نہ کہ اپنی خواہشات کے لیے۔ جب وہ دوسروں کی مدد کرتے ہیں یا گناہوں میں حصہ لینے سے انکار کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔ جس نے اس ذہنیت کو اپنایا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ اس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 4681 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہونے کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جائے کہ اس کے احکام اور انتخاب اس میں شامل لوگوں کے لیے بہترین ہیں، چاہے اس کے احکام کے پیچھے جو حکمتیں ہیں وہ لوگوں پر ظاہر نہ ہوں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

صرف ان احکام پر راضی ہونا جو خواہشات کے مطابق ہوں اور خواہشات کے خلاف ہونے والے احکام پر ناراض ہونا اللہ تعالیٰ سے صریح بے وفائی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت کرتا ہے، اس کے احکام کو بجا لا کر، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتا ہے اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ تقدیر کا مقابلہ کرتا ہے، وہ ہر حال اور حالت میں کامیاب ہوتا ہے۔ واقعی مخلص.

قرآن پاک کے ساتھ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے لیے گہرا احترام اور محبت شامل ہے۔ یہ اخلاص اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کوئی شخص قرآن کریم کے تین پہلوؤں کو پورا کرتا ہے۔ سب سے پہلے اسے صحیح اور باقاعدگی سے پڑھنا ہے۔ دوسرا اس کی تعلیمات کو معتبر ذریعہ اور استاد کے ذریعے سمجھنا ہے۔ آخری پہلو یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے مقصد سے عمل کیا جائے۔ مخلص مسلمان اپنی خواہشات پر عمل کرنے پر اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہے جو قرآن کریم سے متصادم ہیں۔ اپنے کردار کو قرآن پاک پر ڈھالنا اللہ کی کتاب کے ساتھ سچے اخلاص کی علامت ہے۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت ہے جس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 1342 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ مخلص ہونے کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس سے خلوص نیت سے رجوع کیا جائے۔ اس سب کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا، قطع نظر اس کے کہ اگر کسی کی خواہشات قرآن پاک سے متصادم ہوں۔ جو اپنی خواہشات کی بنیاد پر حکموں، ممانعتوں اور نصیحتوں پر عمل کرنے اور نظر انداز کرنے کا خوش دلی سے انتخاب کرتا ہے، اس نے اس کے بارے میں اخلاص اختیار کیا ہے اور وہ اس کی ہدایت سے صحیح معنوں میں فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ باب 17 الاسراء، آیت 82:

اور ہم قرآن میں سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، لیکن یہ ’’ ظالموں کے لیے نقصان کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔‘‘

آخر میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ قرآن پاک دنیاوی مسائل کا علاج ہونے کے باوجود مسلمان کو صرف اسی مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ یعنی قرآن مجید کو صرف اس لیے نہیں پڑھنا چاہیے کہ وہ اپنے دنیاوی مسائل کے حل کے لیے اس کی تلاوت کریں، قرآن مجید کو ایک آلے کی طرح سمجھیں جو مشکل کے وقت ہٹا کر دوبارہ ٹول باکس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم کا بنیادی کام آخرت کی صحیح رہنمائی کرنا ہے۔ اس اہم کام کو نظر انداز کرنا اور اسے صرف اپنے دنیوی مسائل کے حل کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ ایک سچے مسلمان کے طرز عمل کے خلاف ہے۔ یہ اس شخص کی طرح ہے جو ابھی تک بہت سے مختلف

لوازمات کے ساتھ کار خریدتا ہے، اس کے پاس کوئی انجن نہیں ہے۔ اس طرح کا برتاؤ اس کے ساتھ بے حسی ظاہر کرتا ہے۔

زیر بحث اہم حدیث میں اگلی چیز جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص ہے وہ ہے۔ اس میں اپنی روایات پر عمل کرنے کے لیے علم حاصل کرنے کی کوشش بھی شامل ہے۔ ان روایات میں عبادت کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے متعلق اور مخلوق کے لیے اس کا بابرکت حسن کردار شامل ہے۔ باب 68 القلم، آیت 4:

"اور بے شک آپ بہت اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔"

اس میں اس کے احکام و ممنوعات کو ہر وقت قبول کرنا شامل ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ باب 59 الحشر، آیت 7:

‘‘اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا ہے اسے لے لو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز رہو۔’’

اخلاص میں اپنی روایات کو کسی اور کے اعمال پر ترجیح دینا بھی شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام راستے بند ہیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور ’’ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔‘‘

انسان کو ان تمام لوگوں سے محبت کرنی چاہیے جنہوں نے اس کی زندگی میں اور اس کے انتقال کے بعد اس کا ساتھ دیا، چاہے وہ اس کے خاندان میں سے ہوں یا اس کے ساتھی، اللہ ان سب سے راضی ہو۔ اس کے راستے پر چلنے والوں اور اس کی روایات کی تعلیم دینے والوں کا ساتھ دینا ان لوگوں پر فرض ہے جو اس کے ساتھ مخلص ہونا چاہتے ہیں۔ اخلاص میں ان لوگوں سے محبت کرنا بھی شامل ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں اور ان لوگوں کو ناپسند کرنا جو اس پر تنقید کرتے ہیں خواہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ اس کا خلاصہ صحیح بخاری نمبر 16 میں موجود ایک حدیث میں موجود ہے۔ یہ نصیحت کرتا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا ایمان نہیں رکھ سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ کرے۔ تخلیق یہ محبت صرف الفاظ سے نہیں عمل سے ظاہر ہونی چاہیے۔ اس کا احترام، محبت اور عملی طور پر اس کی پیروی کرنا اس کے لیے مخلص ہونے کا ایک پہلو ہے۔ لیکن یہ آپ کی بابرکت زندگی اور تعلیمات کو سیکھے بغیر ممکن نہیں۔ کسی کی عزت، محبت اور پیروی کیسے کر سکتا ہے جسے وہ جانتا تک نہیں؟ جو شخص اس سے محبت اور احترام کا دعویٰ کرتا ہے لیکن عملی طور پر اس کی پیروی کرنے میں ناکام رہتا ہے وہ ان کے دعوے میں بے ایمان ہے۔

زیر بحث اہم حدیث میں اگلی چیز جس کا تذکرہ کمیونٹی کے رہنماؤں کے ساتھ مخلص ہونا ہے اور اس میں مذہبی رہنماؤں اور اساتذہ کے ساتھ اخلاص کا اظہار بھی شامل ہے۔ اس میں انہیں بہترین مشورے کی پیشکش کرنا اور ان کے اچھے فیصلوں میں کسی بھی ضروری طریقے سے مدد کرنا شامل ہے، جیسے کہ مالی یا جسمانی مدد۔ امام مالک کی موطا، کتاب نمبر 56، حدیث نمبر 20 میں موجود ایک حدیث کے مطابق اس فرض کو ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

باب 4 النساء آیت 59:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہیں..."

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاشرے کے سربراہان کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ اطاعت اس وقت تک فرض ہے جب تک کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔ مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں اگر یہ خالق کی نافرمانی کا باعث بنے۔ اس طرح کے معاملات میں لیڈروں کے خلاف بغاوت کرنے سے گریز کیا جانا چاہیے کیونکہ اس سے صرف

معصوم لوگوں کا ہی نقصان ہوتا ہے۔ اس کے بجائے قائدین کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق نرمی سے نیکی اور برائی سے منع کرنا چاہیے۔ دوسروں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرنی چاہیے اور ہمیشہ راہنماؤں سے صحیح راستے پر چلنے کی دعا کرنی چاہیے۔ لیڈر سیدھے رہیں گے تو عوام بھی سیدھے رہیں گے۔

لیڈروں کے ساتھ دھوکہ کرنا منافقت کی علامت ہے جس سے ہر وقت بچنا چاہیے۔ اخلاص میں ان معاملات میں ان کی اطاعت کرنے کی کوشش کرنا بھی شامل ہے جو معاشرے کو بھلائی پر اکٹھا کرتے ہیں اور ہر اس چیز سے تنبیہ کرتے ہیں جو معاشرے میں خلل پیدا کرے۔ اسلام میں قائدین کی اندھی وفاداری نہیں ہے، صرف ان چیزوں میں ان کی اطاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتی ہیں۔

زیر بحث مرکزی حدیث میں آخری چیز جو عام لوگوں کے ساتھ اخلاص ہے۔ اس میں ان کے لیے ہر وقت بہترین کی خواہش کرنا اور اسے اپنے قول و فعل سے ظاہر کرنا شامل ہے۔ اس میں دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا، برائیوں سے روکنا، دوسروں کے ساتھ ہر وقت رحم اور مہربانی کرنا شامل ہے۔ اس کا خلاصہ صحیح مسلم نمبر 170 میں موجود ایک حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ متنبہ کرتا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسروں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ مخلص ہونا اس قدر ضروری ہے کہ صحیح بخاری نمبر 57 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرض کو فرض نماز کی ادائیگی اور صدقہ فطر کے آگے ڈال دیا۔ صرف اس حدیث سے ہی اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں دو اہم واجبات رکھے گئے ہیں۔

لوگوں کے ساتھ خلوص کا یہ حصہ ہے کہ جب وہ خوش ہوں تو خوش ہوں اور جب وہ غمگین ہوں جب تک کہ ان کا رویہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔ اعلیٰ درجے کے اخلاص میں دوسروں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لیے انتہائی حد تک جانا شامل ہے، چاہے یہ خود کو مشکل میں ڈالے۔ مثال کے طور پر، ضرورت مندوں کو مال عطیہ کرنے کے لیے کچھ چیزیں

خرید کر قربانی کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو ہمیشہ بھلائی پر متحد کرنے کی خواہش اور کوشش کرنا دوسروں کے ساتھ اخلاص کا حصہ ہے۔ جبکہ دوسروں میں تفرقہ ڈالنا ابلیس کی خصوصیت ہے۔ باب 17 الاسراء، آیت 53:

شیطان یقیناً ان کے درمیان تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے"۔"

لوگوں کو متحد کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالا جائے اور انہیں گناہوں کے خلاف نجی طور پر نصیحت کی جائے۔ جو اس طرح عمل کرتا ہے اس کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 1426 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جب بھی ممکن ہو دوسروں کو دین اور دنیا کے اہم پہلوؤں کی نصیحت اور تعلیم دینی چاہیے تاکہ ان کی دنیوی اور دینی زندگی بہتر ہو۔ دوسروں کے ساتھ خلوص کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ان کی غیر موجودگی میں ان کی حمایت کرتا ہے، مثلاً دوسروں کی غیبت سے۔ دوسروں سے منہ موڑنا اور صرف اپنی فکر کرنا کسی مسلمان کا رویہ نہیں ہے۔ درحقیقت، زیادہ تر جانور اس طرح برتاؤ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پورے معاشرے کو نہیں بدل سکتا تو پھر بھی وہ اپنی زندگی میں ان لوگوں کی مدد کرنے میں مخلص ہو سکتا ہے، جیسے کہ ان کے رشتہ دار اور دوست۔ سیدھے الفاظ میں، کسی کو دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ برتاؤ کریں۔ باب 28 القصص، آیت 77:

اور نیکی کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے"۔"

دوسروں کے لیے مخلص ہونے کا ایک پہلو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ان کی مدد کرنا ہے۔ انسان کو لوگوں سے شکرگزاری کی خواہش نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے صریح بے وفائی ہے۔

نیت اور اخلاص - 2

جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے کہ جو لوگ اللہ کی خوشنودی کے بجائے دکھاوے جیسے کام لوگوں کی خاطر کرتے ہیں۔ ، عالی مقام کو کہا جائے گا کہ قیامت کے دن ان لوگوں سے ان کا اجر حاصل کریں جن کے لئے انہوں نے عمل کیا جو حقیقت میں ممکن نہیں ہے۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ تمام اعمال کی بنیاد، حتیٰ کہ اسلام بھی، کسی کی نیت ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ لوگوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

ایک مسلمان کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ وہ تمام دینی اور مفید دنیوی اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انجام دیں، تاکہ وہ دونوں جہانوں میں اس کی طرف سے اجر حاصل کریں۔ اس صحیح ذہنیت کی علامت یہ ہے کہ یہ شخص نہ تو یہ توقع رکھتا ہے اور نہ ہی چاہتا ہے کہ لوگ ان کے اعمال کی تعریف کریں یا ان کا شکریہ ادا کریں۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہے تو یہ اس کی غلط نیت کی نشاندہی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ، صحیح نیت کے ساتھ عمل کرنا اداسی اور تلخی کو روکتا ہے کیونکہ جو شخص لوگوں کی خاطر کام کرتا ہے وہ آخرکار ناشکرے لوگوں کا سامنا کرے گا جو انہیں ناراض اور تلخ کر دیں گے، کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی محنت اور وقت ضائع کیا ہے۔ بدقسمتی سے، والدین اور رشتہ داروں میں یہ دیکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اکثر اللہ تعالی کی رضا کے بجائے ان کی خاطر اپنے بچوں اور رشتہ داروں کے بارے میں اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کرتا ہے، وہ دوسروں کے لیے اپنے تمام فرائض ادا کرتا ہے، جیسے کہ ان کی اولاد، اور جب وہ ان کا شکر ادا کرنے میں ناکام ہوں گے تو وہ کبھی تلخ یا غصے میں نہیں آئیں گے۔ یہ رویہ ذہنی سکون اور عمومی خوشی کا باعث بنتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک عمل سے پوری طرح واقف ہے اور انہیں اس کا

اجر دے گا۔ تمام مسلمانوں کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے ورنہ وہ قیامت کے دن خالی ہاتھ رہ سکتے ہیں۔ باب 18 الکہف، آیت 110:

"... پس جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

نیت اور اخلاص - 3

صحیح بخاری نمبر 3267 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے کہ جو شخص نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے منع کرتے ہوئے اپنی ہی نصیحت کے خلاف کرے اسے جہنم میں سزا دی جائے گی۔

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نصیحت کرتے ہوئے نیک پیشواؤں کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے بہت سے لوگ مقبولیت حاصل کرنے کے لیے دیگر وجوہات کی بنا پر نصیحت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض علماء اکثر اجتماعات اور تقریبات کی روشنی میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی ایسی نشست سے خوش نہیں ہوتے جو ایک طرف ہو، کیونکہ وہ مرکزی نشست کی خواہش رکھتے ہیں۔ جب ان کا ارادہ ایسا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نصیحت کے مثبت اثر کو دور کر دیا اور اس طرح اب وہ اپنے سننے والوں پر بہت کم مثبت اثر رکھتے ہیں۔ انہیں ایک بات کہنے اور کرنے کی بجائے عملی مثال دکھانی چاہیے تھی۔ جس کی وجہ سے ان کا مشورہ بے اثر ہو گیا۔ باب 2 البقرہ، آیت 44:

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور کتاب کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے؟"

مسلمانوں کو دوسروں کو ایسا کرنے کا حکم دینے سے پہلے ہمیشہ اپنی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس طرح کا برتاؤ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ باب 61 الصف، آیت 3:

‘‘اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔’’

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے کسی کو کامل بننا چاہیے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے بجائے، وہ اپنی نیت کو درست کریں اور دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے عمل سے یہ ثابت کریں۔ صرف اسی رویہ سے وہ اس حدیث میں مذکور عذاب سے بچیں گے۔ اس اصول پر عمل کرنے میں ناکامی کی وجہ سے مسلمانوں کی نصیحتیں بے اثر ہو گئی ہیں، حالانکہ گزشتہ سالوں میں مشاہیر کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے۔

نیت اور اخلاص - 4

صحیح مسلم نمبر 6833 میں موجود ایک الوہی حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ جو کوئی نیکی کرے گا اس کو کم از کم دس گنا اجر ملے گا۔

تمام اسلامی تعلیمات میں اعمال صالحہ کرنے کے لیے اجر کی مختلف مقداروں کا اعلان کیا گیا ہے۔ بعض تعلیمات میں اس حدیث کی طرح دس گنا ثواب کی تلقین کی گئی ہے، بعض میں سات سو گنا اور بعض میں ایسا اجر ہے جس کا شمار ممکن نہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 261:

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگتی ہیں۔ ہر بال میں سو دانے ہیں۔ اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے)اپنا اجر (بڑھا دیتا ہے۔''

یہ مختلف اجر کسی کے اخلاص پر منحصر ہے۔ انسان جتنا زیادہ مخلص ہوگا اسے اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جتنا زیادہ نیک عمل کریں گے اتنا ہی ان کو اجر ملے گا۔ مثال کے طور پر جو شخص کسی حلال دنیوی نعمت کی خواہش کیے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے عمل کرتا ہے اسے اس شخص سے زیادہ اجر ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے عمل کرتا ہے اور حلال دنیاوی نعمت کا طالب ہے۔

نیت اور اخلاص - 5

سنن ابن ماجہ نمبر 3989 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ ذرا سی بھی دکھاوا کرنا شرک ہے۔

یہ شرک کی ایک معمولی قسم ہے جس سے کسی کا ایمان ضائع نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے یہ ثواب کے نقصان کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ اس مسلمان نے لوگوں کی خوشنودی کے لیے عمل کیا جب کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے عمل کرنا چاہیے تھا۔ درحقیقت قیامت کے دن ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے اعمال کا بدلہ ان سے مانگیں جو کہ ممکن نہیں ہوگا۔ اس کی تنبیہ جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود حدیث میں کی گئی ہے۔

اگر شیطان کسی کو اعمال صالحہ سے نہیں روک سکتا تو وہ ان کی نیت کو خراب کرنے کی کوشش کرے گا جس سے ان کے اجر کو ختم کر دے گا۔ اگر وہ ان کی نیت کو ظاہری طور پر خراب نہیں کر سکتا تو وہ باریک طریقے سے اسے خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں یہ بھی شامل ہے جب لوگ اپنے نیک اعمال کو دوسروں کے سامنے دکھاتے ہیں۔ بعض اوقات یہ اتنا لطیف ہوتا ہے کہ انسان خود بھی اس سے پوری طرح واقف نہیں ہوتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ جیسا کہ علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا سب پر فرض ہے، سنن ابن ماجہ نمبر 224 میں موجود ایک حدیث کے مطابق جہالت کا دعویٰ کرنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قبول نہیں کرے گا۔

باریک بینی کا مظاہرہ اکثر سوشل میڈیا اور کسی کی تقریر کے ذریعے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک مسلمان دوسروں کو بتا سکتا ہے کہ وہ روزہ رکھ رہا ہے حالانکہ کسی نے ان سے براہ راست نہیں پوچھا کہ کیا وہ روزہ رکھتے ہیں۔ ایک اور مثال یہ ہے کہ جب کوئی عام طور پر دوسروں کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور دوسروں کو دکھاتا ہے کہ انہوں نے قرآن پاک حفظ کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ عوامی سطح پر خود پر تنقید کرنا بھی دوسروں کے سامنے اپنی عاجزی کا مظاہرہ سمجھا جا سکتا ہے۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے، نفاست سے دکھاوا ایک مسلمان کے اجر کو ختم کر دیتا ہے اور ان کے اعمال صالحہ کی حفاظت کے لیے اس سے بچنا چاہیے۔ یہ صرف اسلامی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے، جیسے کہ کسی کے قول و فعل کی حفاظت کیسے کی جائے۔

نیت اور اخلاص - 6

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ مسلمانوں کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ ان کی اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں کی جاتی ہے کیونکہ یہ وجہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے یا بعض صورتوں میں نافرمانی کا باعث بن سکتی ہے۔ جب کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اس سے حلال دنیاوی چیزیں حاصل کرنے کے لیے اس کی نافرمانی کا خطرہ مول لے لیتا ہے۔ اس قسم کے شخص کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ باب 22 الحج، آیت 11:

" اور لوگوں میں سے وہ ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے۔ اگر اسے اچھائی چھو جاتی ہے، تو اسے تسلی ملتی ہے۔ لیکن اگر وہ آزمائش میں پڑ جائے تو وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ اس نے دنیا اور آخرت کھو دی ہے۔ یہی صریح نقصان ہے۔''

جب وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو دنیاوی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے جب وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں یا کسی مشکل کا سامنا کرتے ہیں تو وہ اکثر ناراض ہو جاتے ہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور کر دیتا ہے۔ یہ لوگ اکثر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نافرمانی کرتے ہیں، اس صورت حال کے مطابق جس کا وہ سامنا کر رہے ہیں جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندگی کے خلاف ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ سے حلال دنیوی چیزوں کی خواہش کرنا اسلام میں قابل قبول ہے، لیکن اگر کوئی اس رویہ پر قائم رہے تو وہ اس آیت میں مذکور کی طرح ہو سکتے ہیں۔ آخرت میں نجات پانے اور جنت حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا افضل ہے۔ مشکلات کا سامنا کرتے وقت یہ شخص اپنے رویے کو تبدیل کرنے کا امکان نہیں رکھتا ہے۔ لیکن سب سے اعلیٰ اور بہترین وجہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے، صرف اس لیے کہ وہ ان کا رب اور کائنات کا رب ہے۔ یہ مسلمان اگر

مخلص ہو گا تو ہر حال میں ثابت قدم رہے گا اور اس اطاعت کے ذریعے انہیں دنیاوی اور دینی دونوں نعمتیں حاصل ہوں گی جو دنیاوی نعمتوں سے بڑھ کر پہلی قسم کے انسان کو حاصل ہوں گی۔

آخر میں، مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت پر غور کریں اور اگر ضروری ہو تو اس کی اصلاح کریں تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنے، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنے کی ترغیب ملے۔ ، تمام حالات میں۔

نیت اور اخلاص - 7

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ میں ایک اہم وجہ پر غور کر رہا تھا کہ جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں، جیسے کہ دوسروں کے لیے تحفہ خریدنا، ان لوگوں کی طرف سے ان لوگوں سے یکساں احترام اور محبت نہیں ملتی جو ان کاموں کو نہیں کرتے۔ یہ نتیجہ ان کی نیت کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ جب یہ لوگ لوگوں کے لیے نیک اعمال کرتے ہیں، جیسے کہ بیماروں کی عیادت، تو وہ یا تو لوگوں کی خاطر یعنی ان کی خوشنودی کے لیے کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اس نیت کو ملا دیتے ہیں۔ سب سے پہلے جو شخص لوگوں کی بھلائی کے لیے کام کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ وہ ان لوگوں سے اپنا اجر حاصل کریں جن کے لیے انہوں نے قیامت کے دن عمل کیا۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ علماء میں اس بات پر اختلاف ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اپنی نیت میں ملاوٹ کرتے ہیں ان کو جزوی ثواب ملے گا یا کچھ نہیں۔ محفوظ سمت میں رہنے کے لیے ایک عقلمند مسلمان کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کرنا چاہیے۔

دوسری طرف، دوسرے لوگ جو دوسروں سے زیادہ عزت اور محبت حاصل کرتے ہیں وہ ایسا کرتے ہیں کیونکہ وہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے کام کرتے ہیں۔ جب وہ دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں تو وہ لوگوں کی خاطر ایسا نہیں کرتے ہیں۔ ان کے اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان لوگوں کے مقابلے میں زیادہ محبت اور احترام ڈالتا ہے جو لوگوں کے ساتھ احسان کے کام زیادہ کرتے ہیں لیکن اپنے عمل میں کم خلوص رکھتے ہیں۔

پس اگر لوگ اللہ تعالیٰ سے اجر اور لوگوں سے عزت چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ اپنی نیت درست کریں اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل صالح کریں۔ اس صحیح نیت کی ایک نشانی یہ ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ارادہ کرے گا، خواہ وہ لوگوں کو ناراض کرے۔ یعنی وہ لوگوں کے رویے اور ردعمل پر توجہ نہیں دیتے۔

نیت اور اخلاص - 8

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس میں بتایا گیا کہ کس طرح ایک مشہور شخصیت خواتین کے حقوق کے لیے کھڑی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک اچھا مقصد ہے کیونکہ اسلام نے خواتین کو عزت دینے کی تعلیم دی ہے حالانکہ کچھ مسلمان ان تعلیمات پر عمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ جو بات ذہن میں آئی وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے آئے اور چلے گئے جو کسی نہ کسی مقصد کے لیے کھڑے ہوئے ہیں، خواہ اس کا تعلق خواتین کے حقوق، انسانی حقوق، غریبوں یا کسی اور چیز سے ہو، لیکن ان کا صرف ایک فیصد حصہ ہے۔ ان لوگوں کے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ اکثریت کا کوئی مثبت اثر نہیں ہوا اور اس کے بجائے تاریخ میں فوٹ نوٹ بن گئے۔ اس کی ایک وجہ اخلاص کا فقدان ہے۔ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو پتہ چلے گا کہ جنہوں نے صحیح نیت کے ساتھ کام کیا، معاشرے کو بغیر کسی مذموم مقاصد کے صحیح معنوں میں فائدہ پہنچایا، انہیں کامیابی ملی، چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانا وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس لیے وہ ان تمام لوگوں کو کامیابی عطا کرتا ہے جو اس مقصد کے لیے مخلصانہ کوشش کرتے ہیں۔

جنہوں نے معاشرے پر مثبت اثر حاصل نہیں کیا ان میں اس نیک نیت کی کمی تھی کیونکہ وہ کچھ اور چاہتے تھے، جیسے کہ شہرت۔ زیادہ تر معاملات میں، ان کی بری نیت بالکل واضح ہوتی ہے، کیونکہ ان کے قول و فعل میں واضح طور پر ایک دوسرے کے خلاف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، کچھ خواتین کے حقوق کے لیے کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر خوشی سے ایسی اشتہاری مہموں میں حصہ لیتے ہیں جن میں خواتین کو زیورات کے علاوہ کچھ نہیں دکھایا جاتا۔ اگر ان کے اقدامات سے ان کے دعوؤں کی تائید ہوتی تو وہ اشتہاری کمپنیوں کو یہ سکھا دیتے کہ عورت کی ذہانت، اچھا کردار اور اندرونی طاقت وہی ہوتی ہے جو ان کی اشتہاری مہموں کے ذریعے دنیا کے سامنے آنی چاہیے۔

ان میں سے بہت سے لوگ جو مختلف وجوہات کی بناء پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سیاسی اور سماجی اثر و رسوخ کی پوزیشن میں ہیں اور ان کے پاس ابھی بھی بہت زیادہ دولت ہے،

معاشرے پر ان کا مثبت اثر بہت کم ہے اور بہت ہی کم عمر ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ جو شاید اتنا اثر و رسوخ نہیں رکھتے تھے، انہوں نے اپنے اخلاص سے لاکھوں لوگوں کا رویہ بدل دیا۔ وہ صرف معاشرے کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے۔ انہوں نے کسی اور چیز کی تلاش نہیں کی۔ ان کے خلوص کی وجہ سے ان کے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی ان کا مثبت اثر اور یاد بہت دیر تک قائم رہی جب کہ جن کی نیت خراب تھی وہ زندہ رہتے ہوئے بھی جلد بھول گئے۔

پس اگر کوئی مادی دنیا میں یا اس سے بھی اہم بات ایمان کے معاملات میں کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اسے اپنی نیت کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا فیصلہ ان کی نیت کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

نیت اور اخلاص - 9

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے لوگوں کی زندگی کے مختلف مقاصد اور اہداف اور ان کے حصول کے لیے انہوں نے کس طرح کام کیا اس کی اطلاع دی۔

مسلمانوں کے لیے اسلام کے ایک کلیدی تصور کو سمجھنا ضروری ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے حلال دنیاوی چیزوں کی خواہش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ان کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے مسلمان اکثر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور جب وہ دنیاوی چیزوں کی خواہش کرتے ہیں تو مساجد میں رہتے ہیں۔ لیکن اگر وہ انہیں قبول نہیں کرتے ہیں تو وہ بے صبرے اور تنگ آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ دیتے ہیں۔ یا اگر وہ انہیں حاصل کرلیں تو ان کی خوشی اکثر انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑ دیتی ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی خواہش کو حاصل کیا اور اس لیے اب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ باب 17 الاسراء، آیت 83:

’’ جب ہم لوگوں کو اپنی نعمتیں دیتے ہیں تو وہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ لیکن جب برائی سے چھو لیا جاتا ہے تو وہ ساری امید کھو دیتے ہیں۔

یہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت صرف اس وقت کرتے ہیں جب یہ ان کی خواہشات کے مطابق ہو۔ اور اس رویہ کی وجہ سے ان کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ باب 22 الحج، آیت 11:

اور لوگوں میں سے وہ ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے۔ اگر اسے اچھائی چھو جاتی " ہے، تو اسے تسلی ملتی ہے۔ لیکن اگر وہ آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے۔ اس نے ‘‘دنیا اور آخرت کھو دی ہے۔ یہی صریح نقصان ہے۔

یہ مسلمان دعویٰ تو کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی عبادت کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ صرف اپنی خواہشات کی عبادت کر رہے ہیں اور ان کو ملنے والے تحفے اور نعمتیں ہیں۔

جنت جیسی مذہبی نعمتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا قابل تعریف ہے جیسا کہ اسلامی تعلیمات نے اس کی سفارش کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا بہت افضل ہے کیونکہ وہی اس کے لائق ہے اور اس لیے کہ مخلوق اس کے بندے ہیں۔

اگر ایک مسلمان کو تحفے اور نعمتوں کی خواہش کرنا ضروری ہے، تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ دینی نعمتوں کا ارادہ کرے، کیونکہ دنیوی نعمتوں کا مقصد انسان کی نیت کو بدل سکتا ہے تاکہ وہ دینے والے کی بجائے تحفے کی عبادت کرے۔

نیت اور اخلاص - 10

میں نے کچھ دیر پہلے ایک خبر دیکھی، جس پر میں مختصراً گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سعودی عرب کے ایک اعلیٰ سرکاری عہدیدار کے بارے میں اطلاع دی ہے جس میں سعودی حکومت کے زیر غور ایک ممکنہ منصوبے پر تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔ یہ ویزا درخواستوں کو مکمل طور پر کھولنے پر غور کر رہا تھا تاکہ لوگ مقدس شہر مکہ کی زیارت کر سکیں، جسے عمرہ کہا جاتا ہے، سارا سال۔ فی الحال، دستیاب ویزا سال میں مخصوص اوقات تک محدود ہیں۔

اگرچہ، یہ ایک اچھا منصوبہ ہے اور اس پر عمل کیا جانا چاہئے، حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس منصوبے پر غور کرنے کا ان کا ارادہ تھا۔ چونکہ تیل کی قیمتیں گزشتہ برسوں سے گر رہی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ آخر کار تیل ختم ہو جائے گا، سعودی حکومت دنیا بھر میں دیگر کاروباری مواقع میں سرمایہ کاری کر کے اقدامات کر رہی ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ وہ امیر رہیں۔ حالانکہ اسلام میں اس کی ممانعت نہیں ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان کی ممکنہ طور پر حجاج کرام کو سارا سال مکہ جانے کی اجازت دینے کی واحد وجہ زیادہ دولت حاصل کرنا تھی۔ یہ ارادہ، نیوز رپورٹ نے بہت واضح کر دیا۔ یہ بہت حیران کن تھا کیونکہ مسلمانوں کو صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت مشہور حدیث کا علم ہونا چاہیے۔ یہ مشورہ دیتی ہے کہ انسان کے اعمال کا فیصلہ اس کی نیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اگر ان کے فیصلے کے پیچھے ان کا مقصد صرف اور زیادہ دولت حاصل کرنا ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ صرف ایک چیز جو انہیں حاصل ہوگی وہ زیادہ دولت ہے، جو بالآخر ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ لیکن اگر ان کا یہ ارادہ تھا کہ حجاج کرام کو اللہ تعالیٰ کی خاطر سارا سال مکہ کا سفر کرنے کی اجازت دی جائے، یعنی زیادہ سے زیادہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور بے شمار نیکیاں حاصل کریں گے، تو انہیں اپنے اس منصوبے کا اجر ملے گا۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، نیز وہ دولت حاصل کی جو وہ چاہتے تھے۔

اس کے علاوہ صحیح مسلم نمبر 4899 میں موجود ایک حدیث میں یہ نصیحت ہے کہ جو شخص کسی کو نیکی کی دعوت دیتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اس نیک عمل کو انجام دینے والے

کو جس کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سعودی حکومت اپنے منصوبے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتی تھی تو انہیں وہی ثواب ملتا جو ہر اس شخص کو ملتا ہے جس نے زیارت کا مطلب عمرہ کیا تھا، صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے انہیں اس عمل کی دعوت دے کر اس کی دعوت دی۔ سال بھر کے لیے ویزا۔ کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ گھر بیٹھے انہیں کتنا ثواب ملے گا؟

اس سے سیکھنے کا سبق آسان ہے۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر عمل کرے گا تو اسے دونوں جہانوں میں برکتیں حاصل ہوں گی۔ لیکن اگر وہ دنیا کی خاطر عمل کریں تو شاید دنیا سے کچھ حاصل کریں لیکن آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ کام کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کیونکہ کوئی شخص اپنی بری نیت کی وجہ سے ممکنہ طور پر بے شمار انعام سے محروم ہو سکتا ہے۔

نیت اور اخلاص - 11

سنن ابوداؤد نمبر 4681 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خصوصیات کی نصیحت فرمائی جو مسلمان کے ایمان کو کامل کرتی ہیں۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا ہے۔ اس میں دنیاوی اور دینی دونوں معاملات میں دوسروں کے لیے بہتر کی خواہش کرنا شامل ہے۔ اس کو عملی طور پر کسی کے اعمال کے ذریعے ظاہر کیا جانا چاہیے جس کا مطلب ہے، دوسروں کی مالی، جذباتی اور جسمانی طور پر مدد کرنا۔ اپنے احسانات کو دوسروں پر شمار کرنا نہ صرف ثواب کو منسوخ کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ان کی محبت کی کمی کو بھی ثابت کرتا ہے، کیونکہ یہ شخص صرف لوگوں سے تعریف اور دیگر معاوضے حاصل کرنا پسند کرتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 264:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے صدقات کو نصیحت یا ایذا پہنچا کر باطل نہ کرو۔"

دنیوی وجوہات کی بنا پر دوسروں کے بارے میں کسی بھی قسم کے منفی جذبات، جیسے حسد، اللہ تعالیٰ کے لیے دوسروں سے محبت کرنے کے منافی ہے، اور اس سے بچنا چاہیے۔

اس عمدہ خوبی میں دوسروں کے لیے وہ محبت شامل ہے جو صرف الفاظ سے نہیں بلکہ اعمال کے ذریعے اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ جامع ترمذی نمبر 2515 میں موجود حدیث کے مطابق یہ مومن ہونے کا ایک پہلو ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے میں ان چیزوں سے محبت کرنا شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، جیسے کہ قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات۔ اس محبت کو عملی طور پر ہدایت کے ان دو ذرائع کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب چیزوں جیسے اعمال صالحہ اور مساجد سے جوڑ کر دکھانا چاہیے۔

مرکزی حدیث میں زیر بحث اگلی خصوصیت اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان کو ان چیزوں کو ناپسند کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں جیسے اس کی نافرمانی۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کو دوسروں سے نفرت کرنی چاہیے، کیونکہ لوگ سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بجائے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ خود اس گناہ کو ناپسند کرے جو ان سے ثابت ہے کہ اس سے بچنا اور دوسروں کو بھی اس سے خبردار کرنا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دوسروں سے تعلقات توڑنے کے بجائے نصیحت کرتے رہیں، کیونکہ یہ حسن سلوک ان کے لیے صدق دل سے توبہ کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اس میں اپنے جذبات کی بنیاد پر چیزوں کو ناپسند کرنا شامل ہے، جیسے کوئی عمل، جو کہ جائز ہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کے لیے ناپسندیدگی کا ثبوت یہ ہے کہ جب وہ اپنے قول و فعل سے ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے تو یہ ہرگز اس طرح نہیں ہوگا جو اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہو۔ یعنی کسی چیز کے لیے ان کی ناپسندیدگی ان سے کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گی کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز سے ان کی ناپسندیدگی ان کے اپنے لیے ہے۔

مرکزی حدیث میں زیر بحث اگلی خصوصیت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دینا ہے۔ اس سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو دوسروں کو دے سکتا ہے، جیسے جسمانی اور جذباتی مدد، نہ کہ صرف دولت۔ جب کوئی دیتا ہے، تو وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایسا کرے گا، یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے معاملات میں، جیسے مخلصانہ مشورہ دینا۔ درحقیقت یہ دوسروں کے لیے مخلص ہونے کا ایک پہلو ہے جس کا حکم سنن نسائی نمبر 4204 میں موجود حدیث میں آیا ہے۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ ان نعمتوں کو کسی کے احسانات کو شمار کیے بغیر دوسروں کو دینا اور بانٹنا بھی شامل ہے، جیسا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے ان نعمتوں کو دوسروں کے لیے دیا تھا۔ دوسروں سے کچھ حاصل کریں۔ باب 76 الانسان، آیت 9:

]کہہ کر[، "ہم تمہیں صرف اللہ کے چہرے]یعنی رضامندی [کے لیے کھلاتے ہیں، ہم تم سے اجر یا "
"شکر گزاری نہیں چاہتے۔

مرکزی حدیث میں زیر بحث آخری خصوصیت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روکنا ہے۔ اس میں دولت جیسی نعمتوں کو دوسروں سے ایسے معاملات میں روکنا بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ یہ مسلمان یہ نہیں دیکھے گا کہ کون ان سے کچھ مانگ رہا ہے بلکہ وہ صرف اس درخواست کی وجہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ اگر وجہ اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہے تو وہ نعمت کو روکیں گے اور سرگرمی میں حصہ نہیں لیں گے۔ باب 5 المائدۃ، آیت 2:

اور نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو لیکن گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو‘‘۔’’

اس میں ایسے معاملات میں اپنے قول و فعل سے روکنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں، جیسے غیبت یا غصہ ظاہر کرنا۔ یہ مسلمان اپنی خواہشات کے مطابق نہ بولے گا اور نہ ہی عمل کرے گا اور صرف اس صورت میں آگے بڑھے گا جب وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے، ورنہ آگے بڑھنے سے باز آجائے گا۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے، ان خصوصیات کو اپنانے سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے، کیونکہ یہ کسی کے جذبات پر مبنی ہوتی ہیں اور اس لیے ان پر قابو پانا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ یہ کنٹرول اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کسی کو یقین کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ یہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کوئی اسلامی علم سیکھتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔ یقین کا یقین انسان کی نیت، توجہ اور عمل کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس سے اہم حدیث میں مذکور چار پہلوؤں پر قابو

پانے میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ جس کو ان پر قابو پانے کی سعادت حاصل ہو گی وہ اسلام کے دیگر فرائض کی ادائیگی کو آسان سمجھے گا۔ ان فرائض میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنا شامل ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کرے گا جو انہیں عطا کی گئی ہیں ان طریقوں سے جو اللہ تعالیٰ کو راضی ہوں۔ یہ دونوں جہانوں میں امن اور کامیابی کی کنجی ہے۔ باب 16 النحل، آیت 97:

" جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی دیں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔"

نیت اور اخلاص - 12

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ مسلمانوں کو اکثر صحیح طور پر اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی اہمیت کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اور جس علم پر عمل نہ کیا جائے اس کا دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس موضوع پر ایک اور اہم نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی صحیح رہنمائی کرنا چاہتا ہے، تاکہ اسے ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہو، تو اسے مخلصانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ یعنی اسلامی تعلیمات سے صحیح رہنمائی صرف وہی کرے گا جو اس علم کو پوری طرح قبول کرنے اور اپنی پوری کوشش کے مطابق اس پر عمل کرنے کے ارادے کے ساتھ آئے، بغیر یہ سوچے کہ کن تعلیمات کو قبول کرنا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے اور کن تعلیمات کو قبول کرنا ہے۔ ان کی خواہشات کے مطابق نظر انداز کریں۔ انسان کو تمام تعلیمات کو پیش کرنا، قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا چاہیے، اس سے قطع نظر کہ یہ ان کی خواہشات کے کتنے ہی منافی ہو، اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق۔ سچی بات یہ ہے کہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات سے ہمیشہ ایسی تعلیمات ملتی رہیں گی جو انسان پر بہت زیادہ وزنی ہوں گی، کیونکہ یہ اس کی خواہشات اور رویوں کے خلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کے اندر ایک شیطان ہوتا ہے جو تضاد کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی شخص ان تعلیمات پر خلوص دل سے سر تسلیم خم کرنے کی کوشش کرے گا، وہ تعلیمات جو اس کی خواہشات کے خلاف ہوں، انہیں صحیح رہنمائی حاصل ہوگی۔ چیری چننا کس چیز کی پیروی کرنا ہے یا نظر انداز کرنا ماضی کی قوموں کی گمراہی کا باعث ہے اور یہ ایک مسلمان کو دونوں جہانوں میں امن اور کامیابی حاصل کرنے سے روکے گا۔ جس طرح لوگ کڑوی دوا کو ناپسند کرنے کے باوجود کھاتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے اچھا ہے، اسی طرح اسلام کی تمام تعلیمات کو اپنی خواہشات کے خلاف ہونے کے باوجود قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا چاہیے، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کمال کی توقع رکھتا ہے اور نہ ہی اس کا مطالبہ کرتا ہے لیکن امن و کامیابی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی شخص اخلاص کے ساتھ اسلام کی تعلیمات تک رسائی حاصل نہ کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے، خواہ یہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔ ایسا کرنے کے لئے .باب 17 الاسراء، آیت 82:

" اور ہم قرآن میں سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، لیکن یہ ظالموں کے لیے نقصان کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔"

نیت اور اخلاص - 13

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات پر مبنی روحانی مشقیں کرنا قابل تعریف ہیں، لیکن ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو روحانی مشقوں میں مشغول ہونے سے بچائے جن کی روایات میں نصیحت نہیں کی گئی ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور ان چیزوں سے بچو جو دنیاوی چیزوں کے حصول کے لیے کیے جاتے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل نہیں تھا۔ اس طرح کا برتاؤ انسان کو اللہ تعالیٰ کے خزانے کے ساتھ اس دکان کی طرح برتاؤ کرنے کی ترغیب دیتا ہے جہاں سے کوئی شخص کچھ روحانی مشقوں کے عوض اللہ تعالیٰ سے دنیاوی چیزیں خریدتا ہے۔ یہ انتہائی اہانت آمیز اور غیر مخلصانہ رویہ ہے جیسا کہ قرآن پاک اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات، کریڈٹ کارڈز نہیں ہیں جن سے دنیاوی چیزوں کی خریداری کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، جیسے کہ بچہ یا بچہ۔ ویزا بجائے اس کے کہ انسان کو ان کی جگہ جاننا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے کی طرح برتاؤ کرنا چاہیے اور اس کی بارگاہ الٰہی میں گاہک کی طرح کام نہیں کرنا چاہیے۔ اُنہیں چاہیے کہ اُس نے اُن نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے جو اُس نے اُن کو دی ہیں، اُس کی خوشنودی کے لیے خلوص دل سے اُس کی اطاعت کریں۔

اللہ تعالیٰ سے حلال دنیاوی چیزیں مانگنے کی اجازت ہے، جس کی توثیق قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات سے ہوتی ہے، لیکن دوسرے طریقوں سے بچنا چاہیے، کیونکہ یہ غلط استعمال کا باعث بنتا ہے۔ ہدایت کے دو ذرائع اور اللہ تعالیٰ کی طرف گاہک کی قسم کا رویہ اختیار کرنا۔ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کا مقصد بنی نوع انسان کی رہنمائی کرنا ہے کہ کس طرح زندگی گزاری جائے اور اپنی دنیاوی نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تاکہ وہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کریں۔ جب کوئی اس مقصد کو نظر انداز کرتا ہے اور اس کے بجائے اسے اللہ عزوجل سے دنیاوی چیزیں خریدنے کے لیے کریڈٹ کارڈ کے طور پر استعمال کرتا ہے، تو یہ انہیں صرف امن اور صحیح رہنمائی سے آگے لے جائے گا اور ایسے فنکاروں کے ہاتھ میں لے جائے گا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کو دنیاوی چیزیں حاصل کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ روحانی مشقوں کے ذریعے۔ اس بنیادی فنکشن کو نظر انداز کرنا اتنا ہی بے مقصد ہے جتنا کوئی جو بہت سی خصوصیات والی گاڑی خریدتا ہے، جیسے کہ ایئر کنڈیشنگ، پھر بھی گاڑی نہیں چلائی جا سکتی کیونکہ اس کا انجن غائب ہے۔

14 - نیت اور اخلاص

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ زیادہ تر مسلمان اچھی نیت رکھنے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کا ان کی نیت کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود ایک حدیث سے ہوئی ہے۔ لیکن ایک اہم پہلو اکثر مسلمان نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اچھی نیت کا ہونا، خاص کر دوسروں کے لیے، کافی اچھا نہیں ہے، کیونکہ نیک نیت کو اچھے اعمال سے بھی سہارا دینا چاہیے، ورنہ نیک نیت بے نتیجہ ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، غریبوں کو دینے کے لیے کوئی امیر سے چوری نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ضرورت مندوں کی مدد کرنا ہو تو بھی ان کا یہ عمل قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ عمل اسلام میں حرام ہے۔

بدقسمتی سے، دوسرے لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت، مسلمان اکثر اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ اکثر دوسروں کو بعض جائز اعمال کی نصیحت کرتے ہیں بغیر ان کے نتائج کے بارے میں سوچے اور نہ ہی اس حقیقت کو سمجھے کہ وہ اعمال جس شخص کو وہ مشورہ دے رہے ہیں اس کے بہترین مفاد میں نہیں ہیں۔ بعض کاموں کے بارے میں مشورہ دینے سے پہلے ان اہم باتوں کو مدنظر رکھنے کے بجائے، یہ لوگ اکثر دوسروں کی طرف اپنی نیک نیت پر بھروسہ کرتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، والدین اپنے بچے کو اپنے رشتہ دار یا خاندانی دوست سے شادی کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں، صرف دو خاندانوں کے درمیان تعلقات کی وجہ سے، دوسرے اہم پہلوؤں کو مدنظر رکھنے کے بجائے، جیسے کہ آیا وہ شخص اپنے بچے کے لیے موزوں شریک حیات بنائے گا۔ .والدین صرف اپنے بچے کے بارے میں ان کی نیک نیت پر انحصار کرتے ہیں، جو حقیقت میں انہیں اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنے بچے کے ساتھ اخلاص کے ساتھ کام کرنے سے روکتا ہے۔ کسی کو شک نہیں کہ والدین چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ کامیاب اور خوشگوار ازدواجی زندگی گزارے لیکن اسلام کی تعلیمات کے مطابق یہ نیک نیت کافی نہیں ہے۔ والدین کو اپنے ارادے کے ساتھ آگے بڑھنے سے پہلے دوسرے عوامل، جیسے کہ اپنے بچے کے لیے موزوں ہونے پر غور کرنا چاہیے۔

ایک اور مثال یہ ہے کہ جب کوئی اسلامی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس پر ان کے رشتہ داروں کی طرف سے شدید تنقید کی جاتی ہے۔ ہر رشتہ دار ان کے بارے میں نیک نیت رکھتا ہے لیکن یہ اسے دھوکہ دیتا ہے اور اسے یہ دیکھنے سے روکتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ اچھا اور فائدہ مند ہے۔ اپنے رشتہ دار کی طرف صرف اپنی نیک نیت پر بھروسہ کرنے اور صورت حال کا صحیح اندازہ لگانے میں ناکام رہنے سے، وہ ان کی بھلائی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

ایک اچھی نیت صرف اتنی اچھی نہیں ہے کہ انسان کو اپنی نیک نیت کی حمایت اچھے اور سوچے سمجھے اعمال سے کرنی چاہیے۔ یہ ایک وجہ ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ جہنم کا راستہ نیک نیتوں سے ہموار ہوتا ہے، کیونکہ لوگ اپنے اور دوسروں کے بارے میں فیصلے میں غلطی کرتے ہیں اور کامیاب نتائج کے لیے صرف اچھی نیت پر انحصار کرتے ہیں۔ اس رویے کی جڑ جہالت ہے۔ اسلامی علم کو سیکھ کر اور اس پر عمل کرتے ہوئے اس رویے سے بچنا چاہیے تاکہ وہ ایک ایسی نیک نیت کو اپنائے اور اس پر عمل درآمد کرے جس کی تائید اچھے، مخلص اور سوچے سمجھے اقدامات سے ہو۔

نیت اور اخلاص - 15

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ جھوٹے دیوتاؤں کا ہر پرستار صرف اپنی خواہشات کی پوجا کرتا ہے۔ ان کے دیوتا ان کی خواہشات کا محض ایک جسمانی مظہر ہیں جن کی وہ پوجا کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جو شخص بت کی شکل میں دیوتا کی پوجا کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ بے جان بت انہیں اپنی زندگی کسی خاص طریقے سے گزارنے کا حکم نہیں دے سکتا، اس لیے پوجا کرنے والا خود فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اپنے بے جان بت کو کس طرح جینا پسند کرے گا۔ اور یہ ضابطہ اخلاق ان کی اپنی خواہشات کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس لیے ان کی خواہشات کی عبادت ہی ان کی عبادت کی جڑ ہے۔ باثر اور امیر لوگ اس ذہنیت میں زیادہ ڈوبے ہوئے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ حق کے معنی اسلام کو قبول کرنا انہیں ایک مخصوص ضابطہ حیات کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور کر دے گا جو انہیں اپنی گمراہ خواہشات پر عمل کرنے سے روک دے گا۔ وہ دوسروں کو ان کی پیروی کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنا اثر و رسوخ اور اختیار کھونا نہیں چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جیسا کہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے تھے۔ اس رویہ کا واضح ثبوت پر مبنی اسلام کے صحیح یا غلط مذہب ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے بارے میں ہے۔

سچائی - 1

جامع ترمذی نمبر 1971 میں موجود حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچائی کی اہمیت اور جھوٹ سے اجتناب فرمایا۔ پہلا حصہ نصیحت کرتا ہے کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے جو بدلے میں جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جب کوئی شخص سچائی پر قائم رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سچا شخص لکھتا ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ سچائی تین سطحوں کے طور پر۔ پہلا وہ ہے جب کوئی شخص اپنی نیت اور اخلاص میں سچا ہو۔ یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرتے ہیں اور شہرت جیسے باطل مقاصد کے لیے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتے۔ درحقیقت یہی اسلام کی بنیاد ہے کیونکہ ہر عمل کا فیصلہ نیت پر ہوتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ کسی کے اخلاص کی دلیل یہ ہے کہ وہ دوسروں کے شکر گزاری کی خواہش اور امید نہ رکھے۔

اگلا درجہ وہ ہے جب کوئی اپنے الفاظ کے ذریعے سچا ہو۔ حقیقت میں اس کا مطلب ہے کہ وہ ہر قسم کے زبانی گناہوں سے بچتے ہیں نہ کہ صرف جھوٹ۔ جیسا کہ دوسرے زبانی گناہوں میں ملوث ہونے والا حقیقی سچا نہیں ہو سکتا۔ اس کے حصول کا ایک بہترین طریقہ جامع ترمذی نمبر 2317 میں موجود حدیث پر عمل کرنا ہے جس میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ انسان اپنے اسلام کو صرف اسی صورت میں بہترین بنا سکتا ہے جب وہ ان چیزوں میں ملوث ہونے سے گریز کرے جن سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ زبانی گناہوں کی کثرت اس لیے ہوتی ہے کہ مسلمان کسی ایسی بات پر بحث کرتا ہے جس سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اس میں فضول باتوں سے پرہیز کرنا بھی شامل ہے، کیونکہ یہ اکثر گناہ کی بات کا باعث بنتا ہے اور کسی کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے، جو قیامت کے دن ان کے لیے باعث ندامت ہوگا۔ سچائی کے اس درجے کو کوئی اچھا کہہ کر یا خاموش رہنے سے اختیار کر سکتا ہے۔

آخری مرحلہ اعمال میں سچائی ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق تقدیر پر صبر کرنے سے حاصل ہوتا ہے، بغیر خوشامد اٹھانے یا غلط بیانی کے۔ اسلام کی تعلیمات جو کسی کی خواہشات کے مطابق ہوں۔ انہیں تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ درجہ بندی اور ترجیحی ترتیب کی پابندی کرنی چاہیے۔ جو اس طرح کا برتاؤ کرے گا وہ ہر اس نعمت کو استعمال کرے گا جو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دی گئی ہیں۔

سچائی کے ان درجات کے برعکس یعنی جھوٹ بولنے کے نتائج، زیر بحث مرکزی حدیث کے مطابق یہ ہیں کہ یہ معصیت کی طرف لے جاتا ہے جس کے نتیجے میں جہنم کی آگ لگ جاتی ہے۔ جب کوئی اس رویہ پر قائم رہے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا جھوٹا لکھا جائے گا۔ تین درجات کے مطابق جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے، نیت میں جھوٹ بولنے میں اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہونا اور لوگوں کی خاطر نیک اعمال کرنا شامل ہے۔ تقریر میں جھوٹ بولنے میں ہر قسم کی گناہ والی بات شامل ہے۔ اعمال میں جھوٹ بولنا گناہوں پر قائم رہنا بھی شامل ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حقوق کو پامال کرنا شامل ہے۔ جو جھوٹ کے ان تمام درجات پر محیط ہے وہ بڑا جھوٹا ہے اور یہ فیصلہ کرنے کے لیے کسی عالم کی ضرورت نہیں ہے کہ قیامت کے دن اس شخص کے ساتھ کیا ہو گا جسے اللہ تعالیٰ نے بڑا جھوٹا لکھا ہے۔

سچائی - 2

صحیح بخاری نمبر 2749 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ کی کہ جھوٹ بولنا نفاق کا ایک پہلو ہے۔ جھوٹ ناقابل قبول ہے چاہے یہ چھوٹا جھوٹ ہو، جسے اکثر سفید جھوٹ کہا جاتا ہے، یا جب کوئی مذاق کے طور پر جھوٹ بولتا ہے۔ جھوٹ کی یہ تمام قسمیں حرام ہیں۔ درحقیقت وہ جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کا مقصد کسی کو دھوکہ دینا نہ ہو، جامع ترمذی نمبر 2315 میں موجود ایک حدیث میں اس پر تین مرتبہ لعنت آئی ہے۔

ایک اور مشہور جھوٹ جو لوگ اکثر یہ مانتے ہوئے بولتے ہیں کہ یہ کوئی گناہ نہیں ہے جب وہ بچوں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ بلاشبہ یہ حدیث کے مطابق گناہ ہے جیسا کہ سنن ابوداؤد نمبر 4991 میں ہے۔ بچوں سے جھوٹ بولنا صریح حماقت ہے کیونکہ وہ اس گناہ کی عادت صرف بڑے سے ہی اپنائیں گے جو ان سے جھوٹ بولے گا۔ اس طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کا جھوٹ بولنا قابل قبول ہے جب کہ یہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق قابل قبول نہیں ہے۔ صرف انتہائی نایاب اور انتہائی صورتوں میں جھوٹ بولنا قابل قبول ہے، مثال کے طور پر، کسی بے گناہ کی جان کی حفاظت کے لیے جھوٹ بولنا۔

جھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے جیسا کہ جامع ترمذی نمبر 1971 میں موجود ایک حدیث کے مطابق یہ دوسرے گناہوں کا باعث بنتا ہے جیسے کہ لوگوں کی غیبت اور مذاق اڑانا۔ یہ طرز عمل جہنم کے دروازوں کی طرف لے جاتا ہے۔ جب کوئی شخص مسلسل جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا جھوٹا لکھتا ہے۔ یہ پیشین گوئی کرنے کے لیے کسی عالم کی ضرورت نہیں ہے کہ قیامت کے دن اس شخص کے ساتھ کیا ہو گا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا جھوٹا لکھا ہے۔

تمام مسلمان فرشتوں کی صحبت چاہتے ہیں۔ پھر بھی، جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو وہ اپنی صحبت سے محروم ہو جاتا ہے۔ درحقیقت جھوٹے کے منہ سے نکلنے والی بدبو فرشتوں کو ان سے ایک میل دور کر دیتی ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 1972 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

جو جھوٹ بولنے پر اڑے رہتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ان کی نیت کا مفہوم متاثر ہوتا ہے، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے علاوہ دوسرے کام کرنے لگتے ہیں۔ اس سے دونوں جہانوں میں ثواب کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ ان کے اعمال کو بھی بگاڑ دے گا، کیونکہ جسمانی گناہ اس وقت آسان ہو جاتے ہیں جب کسی کی زبان جھوٹ بولنے کی عادی ہو جائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آل اور صحابہ کرام پر درود و سلام ہو۔

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
eBooks/AudioBooks کے لیے بیک اپ سائٹ:
https://archive.org/details/@shaykhpod

شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس: https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

Achieve Noble Character